مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری رحمہ اللہ

مولانا محمد رمضان یوسف سلفی/ ایڈیٹر ماہنامہ صدائے ہوش۔ لاہور

بیسویں صدی عیسوی میں برصغیر کے جن فحول علمائے کرام نے اسلام کی وسیع نشر واشاعت کیلئے وعظ و تقریر' تالیف و تصنیف اور درس و تدریس میں نام پیدا کیا اور شہرتِ دوام حاصل کی ان میں نیپال کے جلیل القدر عالم دین مولانا عبدالرؤف رحمانی جھنڈانگری کا اسم گرامی بھی نمایاں نظر آتا ہے۔ وہ خوش الحان واعظ' بلند آہنگ خطیب' منجھے ہوئے تجربہ کار مدرس اور عمدہ تحقیقی ذوق رکھنے والے محقق و مصنف تھے۔ ان کی معلومات کا دائرہ اور مطالعے کی حدود وسعت پزیر تھی۔ ورع و تدین تقویٰ و پرہیز گاری میں یگانہ تھے۔ نہایت خوش خلق' ملنسار' منکسر المزاج' خوش طبع' بذلہ سنج' ذہین و فطین' نیک اطوار اور باغ و بہار طبیعت کے عالم دین تھے۔ انہوں نے نیپال کے پسماندہ اور سنگلاخ علاقے جھندانگر میں توحید کی شمع کو فروزاں کیا' سنت کی اہمیت کو اجاگر کر کے عمل بالحدیث کے فروغ کی طرح ڈالی' درس و تدریس کی بزم سجا کر ہزاروں تشنگانِ علم کو مستفید کیا۔ ظلمت و تیرگی میں ڈوبے اس علاقے میں انہوں نے شب وروز توحید و سنت کی تبلیغ کی اور خوب کام کیا۔ ان کا مدرسہ 'جامعہ سراج العلوم سلفیہ' اس خطے میں ''مینارہ نور'' ثابت ہوا۔ بلاشبہ رحمانی صاحب نے اس گلشن توحید کی خونِ جگر سے آبیاری کی اور اپنے آباؤ اجداد کے قائم کردہ اس تعلیمی ادارے کی تعمیر و ترقی میں ہمیشہ سرگرم عمل رہے۔ یہ بہت بڑی سعادت ہے جو ان کے حصے میں آئی۔ مولانا مرحوم کی کوششوں اور کاوشوں کا ثمرہ ہے کہ ''سراج العلوم سلفیہ جھنڈانگر'' کا شمار جماعت اہلحدیث برصغیر کے چند گنے چنے مدارس میں ہوتا ہے۔ مولانا بہت سی خوبیوں اور اوصاف حمیدہ کے حامل تھے۔ انہوں نے اپنے علاقے میں مسلک اہلحدیث کے فروغ کے لئے بڑا کام کیا۔ نیپال میں جمعیت اہلحدیث کی بنیاد انہوں نے رکھی' وہ جمعیت اہلحدیث ہند کے معزز رکن رہے' رابطہ عالم اسلامی نے بھی ان کو اپنا ممبر بنانے کا شرف حاصل کیا اور مولانا تادم آخر اس کے رکن رہے۔ اس کے علاوہ جامعہ سراج العلوم کا مہتمم ہونے کا اعزاز بھی ان کو حاصل تھا وہ نصف صدی سے زائد عرصہ اس منصب پر فائز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو بہت سی علمی' ادبی' تدریسی اور تصنیفی صلاحیتوں سے نوازا تھا' اسی باعث ان کے حصے میں بہت سے اعزاز آئے۔

مولانا نہایت خوش خلق' ملنسار' نیک اطوار اور باغ و بہار طبیعت کے مالک تھے انہوں نے نیپال کے پسماندہ علاقے میں توحید کی شمع کو فروزاں کیا۔

آئندہ سطور میں ہم مولانا مرحوم کی تابناک زندگی کے درخشاں پہلو قارئین کے سامنے پیش کرنا چاہتے ہیں۔ یہ وہ معلومات ہے جو ہمیں محترم مولانا بدرالزماں نیپالی حفظہ اللہ کی کتاب ''علمائے اہل حدیث بستی وگونڈہ'' سے ملی ہے۔

مولانا عبدالرؤف رحمانی مرحوم 10-1911ء میں ضلع گونڈہ کپلوستو تولہوا (نیپال) کے مشہور گاؤں کدربٹوا میں پیدا ہوئے۔ والد کا نام حاجی نعمت اللہ' دادا کا اسم گرامی سردار خان بن موتی خاں بن مختیار خاں تھا۔ گھر کا ماحول دینی تھا' والدین نیک اور تقویٰ شعار تھے۔ انہوں نے اپنے اس لختِ جگر کو دینی تعلیم دلوانے کا مصمم ارادہ اور عزم کر رکھا تھا۔ مولانا موصوف جب ذرا باشعور ہوئے تو ان کے

والد مکرم حاجی نعمت اللہ صاحب نے انہیں جامعہ رحمانیہ (اس وقت اس کا نام مصباح الہدیٰ تھا) بنارس بھیج دیا۔ دو سال وہاں زیر تعلیم رہے' ایسے میں ان کی والدہ وفات پا گئیں۔ ان کے غم میں دوبارہ بنارس نہ جا سکے اور سراج العلوم جھنڈا نگر میں ہی مولانا عبدالغفور بسکوہری سے پڑھنے لگے۔ دو سال کے بعد مدرسہ دارالحدیث رحمانیہ دہلی کی طرف شدرحال کی اور دو سال وہاں زیر تعلیم رہ کر عظیم المرتبت اساتذہ کرام سے انتہائی درجے کی کتب پڑھ کر سند فراغت حاصل کی۔ ان اساتذہ کرام کے نام یہ ہیں شیخ الحدیث مولانا احمد اللہ مرحوم' شیخ الحدیث مولانا عبید اللہ مبارک پوری' مولانا عبدالرحمان نحوی' مولانا نذیر احمد رحمانی' مولانا عبدالسلام درانی اور مولانا خلیل احمد' آخر الذکر سے صرف و نحو وغیرہ کی ابتدائی کتب پڑھی تھیں یہ مرحوم کے پہلے استاذ تھے۔

مولانا مرحوم تحصیل علم کے بعد کچھ عرصہ دارالحدیث رحمانیہ میں ہی مدرس رہے' اس کے بعد جامعہ رحمانیہ بنارس چلے گئے اور وہاں تین سال تک پڑھایا۔ یہاں سے واپس گھر آگئے اور تین سال درس و تدریس سے الگ رہ کر بے کاری میں گزار دیئے۔ آخر اپنے والد محترم کا خیال کرتے ہوئے سراج العلوم میں پڑھانے لگے اور یہ سلسلہ ایک مدت تک چلتا رہا۔ **1946**ء میں ان کے والد حاجی نعمت اللہ کی وفات ہوگئی۔ ان حالات میں مدرسے کی نظامت انہیں سنبھالنا پڑی۔ مولانا عبدالرؤف مرحوم نے سراج العلوم کی زمام انتظام سنبھالتے ہی اپنے والد کے قائم کردہ اس گلشن کی تعمیر و ترقی میں کسی قسم کا کوئی دقیقہ فروگزاشت اٹھا نہ رکھا۔

وہ انتہائی درجے کے اعلیٰ منتظم ثابت ہوئے ان کی زیر سرپرستی سراج العلوم نے ترقی کی بہت سی منزلیں طے کیں۔ اس علاقے میں اب یہ ایک تناور درخت بن چکا ہے اور اس کی شاخیں دور دور تک پھیلی نظر آتی ہیں۔ ہماری تو دعا ہے اللھم زد فزد۔

قلم و قرطاس سے مولانا کو بے حد محبت تھی تادم زیست تحریر و نگارش کا سلسلہ جاری رکھا تالیف و تصانیف کے میدان میں آپؒ نے گراں قدر خدمت انجام دی۔

مولانا مرحوم بلند پایہ واعظ تھے اللہ نے ان کو خوبصورت آواز کے ساتھ' سلیقے سے بات کرنے کا ڈھنگ بھی عطا کیا تھا' اپنی بات کو احسن پیرائے میں سامعین کے گوش گزار کرتے اور اپنے مافی الضمیر کا اظہار نہایت عمدہ طریقے سے کرتے تھے۔ ان کی تقریر بڑی مدلل اور جامع ہوتی۔ قرآنی آیات اور احادیث مبارکہ بکثرت پڑھتے۔ نوگڈھ کی کانفرنس میں ان کے خطبہ استقبالیہ نے پورے ہندوستان میں ان کے علم و فضل اور خطابت کی دھوم مچادی تھی' اسی باعث آپ کو خطیب الہند اور خطیب الاسلام کے القاب سے نوازا گیا۔

قلم و قرطاس سے آپ کو بے حد محبت تھی تادم زیست تحریر و نگارش کا سلسلہ جاری رکھا۔ پاک و ہند کے مختلف رسائل و جرائد ان کی قلمی نگارشات سے مزین ہوتے رہتے تھے۔ خود بھی انہوں نے ماہنامہ السراج جاری کر رکھا تھا۔ جو گزشتہ **6** سال سے برابر شائع ہو رہا ہے اس کے مضامین بڑے علمی' معیاری اور معلومات افزاء ہوتے ہیں۔ راقم کے نام جماعت اہلحدیث کے جو رسائل آتے ہیں ان میں ایک یہ بھی ہے۔ میں اس کے مضامین سے مستفید و مستفیض ہوتا ہوں۔

تالیف و تصانیف کے میدان میں مولانا نے گراں قدر خدمت انجام دی۔ آپ نے بہت سے علمی و اصلاحی موضوعات پر لکھا اور داد و تحسین حاصل کی۔ آپ کے گوہر بار قلم سے جو کتب ضبط کتابت میں آئیں ان کی تعداد پچاس سے متجاوز ہے۔ اس کی تفصیل یہ ہے۔

صیانۃ الحدیث' نصرۃ الباری' العلم والعلماء' سیرت النبیؐ' ایمان و عمل' ایام خلافِ راشدہ' حقوق و معاملات' تردید حاضر و ناظر' دلائل ہستی باری تعالیٰ' رسالہ عشر' مسئلہ زکوٰۃ' اوقات کا روشن تابناک سلسلہ' صحابہ کرام کی دولت مندی اور سخاوت و فیاضی' تعلیمات اسلام کی حقانیت اور تبلیغ محمدی کی انقلابی قوت' ضلالت و ہدایت سے متعلق آیات کریمہ کی تشریح' مذہب اہل حدیث اپنے نظریات و خصوصیات کے آئینے میں' سفر حج کے آداب و شرائط اور چند مقدس آثار و شعار' عالمین حدیث کا پہلا مقدس گروہ' اشعار و عقائد کی دینی حیثیت' علماء دین اور امراء اسلام' عربی زبان اور خوش حال مسلمان' مقررین اور واعظین پر عتاب کا جواب' قربانی پر معیشت کی آڑ میں اعتراض' دینی تعلیم و امرائے زمانہ' علم دین کا مقام اور مدارس اسلامیہ کی تاریخ' عشرہ ذی الحجہ کے

فضائل' بقر اعید میں ذبح جانور اں جیو بتیا نہیں' مومنین عابدین' ذاکرین کے اوصاف' اسلام ایک عالمگیر مذہب صداقت قرآن اور اصلاحات بائبل' انفاق فی سبیل اللہ و دینی و ملی ادارے' نعم البدل' حقانیت اسلام اور تہذیب حاضر کے ظلمات' لا دینی تحریکات کے دور میں دینی اداروں کا قیام' آپ بیتی و جگ بیتی کے چند واقعات' خلافت فاروقِ اعظم' مطالب خطاب و فوائد' حمد و صلوٰۃ' فہم قرآن' استقبالیہ نوگذھ' کائنات عالم میں زمین کی اہمیت' فلسفہ خیر و شر' اسلام اور سائنس' مسئلہ عشر عقل و نقل کی روشنی میں' تقویٰ کی خصوصیات' صبر و استقامت کا پیغام امت مسلمہ کے نام' حرمت سود و جوا' اسلاف کی فیاضیاں' فضائل و مسائل نماز' قرآن کریم پر پادریوں کے پانچ شبہات اور جوابات' احوال قیامت و حشر اجساد' اقلیت و اکثریت کے مسائل' کتاب الدعا' دلائل صداقت و رسالت' کلمات دعا مع ثمرات' ماہ رمضان کے احکام و مسائل' احترام مسلم' توحید باری تعالیٰ' تحقیق مسنۃ' سفر نامہ حجاز' خلفائے راشدین۔

بلاشبہ مولانا عبدالرؤف اس دور کے یگانہ روزگار عالم دین تھے' انہوں نے اپنی حیثیت و ہمت سے زیادہ کام کیا۔ ایک عرصے سے مختلف عوارض نے ان کو گھیر رکھا تھا۔ وہ پامردی سے بیماری کا مقابلہ کرتے رہے' یونہی کچھ افاقہ ہوتا قلم و قرطاس سے تعلق قائم کر لیتے' اور وعظ و تبلیغ کے لئے بھی دور دراز جانے کو تیار ہو جاتے۔ وفات سے چند ہفتے پہلے بیماری شدت سے حملہ آور ہوئی' آخر 30 نومبر 1999ء کی شام ساچھ بجے اسلاف کی یہ نشانی 90 سال کی عمر میں ہم سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو گئی۔

اناللہ وانا علیہ راجعون۔

جماعت اہل حدیث کے اس عظیم فرزند کی وفات پر عالم اسلام میں بے حد افسوس کا اظہار کیا گیا۔ بی بی سی لندن نے بھی مولانا کی خدمات بو قلمونی کے اعتراف میں اپنی یکم دسمبر صبح اور رات کی نشریات میں ان کی وفات کا اعلان نشر کیا اور حالات زندگی بیان کئے۔

ہم اپنے نیپالی جماعتی احباب' بالخصوص جامعہ سراج العلوم جھنڈا نگر کے اساتذہ کرام' طلباء اور مولانا کے اعزو اقارب سے دلی افسوس کا اظہار کرتے ہیں۔ صدق دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ مرحوم کی خطاؤں سے درگزر فرما کر انہیں جنت میں ارفع مقام عطا فرمائے۔ آمین

ایک مکھی تک کی نیاز چڑھانا حرام ہے

مسند احمد میں ہے کہ رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ دو آدمیوں کا گذر ایک بُت پرست قوم کے پاس سے ہوا۔ جہاں بغیر نذر و نیاز چڑھائے کوئی شخص آگے نہیں جا سکتا تھا تو ان لوگوں نے کہا کہ ایک مکھی ہی کی نذر چڑھاؤ' ان میں سے ایک نے مکھی کی نذر چڑھا دی' اس کو ان لوگوں نے چھوڑ دیا' یہ مکھی چڑھانے والا جہنم میں گیا' دوسرے نے نیاز نہیں چڑھائی اور کہا کہ خدا کے سوا کسی کے لئے نذر نہیں چڑھا سکتا' ان لوگوں نے اسے مار ڈالا یہ شہید ہو کر جنت میں گیا۔ (الداء والدواء لابن قیم ص ۴۴)

توبہ کی فضیلت

اللہ اس وقت اپنے بندے سے انتہائی خوش ہوتا ہے جب وہ اپنے گناہوں کے اعتراف سے نادم ہو کر خلوص دل سے معافی کا طلبگار ہوتا ہے۔ اس کی مثال نبی ﷺ نے یوں بیان فرمائی ہے کہ "ایک مسافر بحالتِ سفر اپنی اونٹنی سے ایک چٹیل میدان سے گذرا اور آرام کرنے کیلئے ایک درخت کے نیچے اتر پڑا اور اپنی اونٹنی کو باندھ دیا جس پر کھانے پینے کا سب سامان تھا' وہ سو گیا' جب جاگتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹنی غائب ہے۔ حیرانی و پریشانی کے عالم میں اسے ڈھونڈنے لگتا ہے لیکن اونٹنی کا دور دور تک پتہ نہیں' تھک کر مایوس ہو گیا' پھر عاجز آ کر ایک درخت کے نیچے سو گیا' جب سو کر اٹھتا ہے تو کیا دیکھتا ہے کہ اونٹنی مع سازو سامان اس کے سامنے کھڑی ہے۔ ایسے موقع پر مسافر کو کتنی خوشی ہو گی اور اسی خوشی و مسرت کے عالم میں بے ساختہ اس کی زبان سے نکل جاتا ہے کہ خدا تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب ہوں' خوشی کے مارے وہ ایسا گم سم ہو جاتا ہے کہ جملہ الٹا ہی اس کے منہ سے نکل جاتا ہے تو خدا اپنے توبہ کرنے والے بندہ سے اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے۔ (مشکوٰۃ جلد ۲' صفحہ ۲۰۳' (باب الاستغفار والتوبہ)

لہٰذا جو خدا کو خوش کرنا چاہتا ہے اسے کثرت سے توبہ و استغفار کرنا چاہئے وہی توبہ قبول کرتا ہے۔ "وھو الذی یقبل التوبة من عبادہ و یعفو عن السیئات و یعلم ما تفعلون۔" (شعراء ۲۵) "یعنی وہی ہے جو اپنے بندوں کی توبہ قبول کرتا ہے اور گناہوں سے درگزر فرماتا ہے اور جو کچھ تم کر رہے ہو وہ سب جانتا ہے۔"